لومعہ مایغسل بعض النجاسۃ ایلزمہ ام قلت فینبغی تقییدہ بما اذا لم یبلغ اقل من قدر الدرہم فاذا کان فی طرفی ثوبہ نجاسۃ وکان اذا غسل احد الطرفین یبقی ما فی الطرف الاخر اقل من قدر الدرہم یلزمہ ام **اقول** ھھنا ابحاث **الاول** علی حراسۃ المنزل مساواطلب الماشیۃ بل اولی ولطلب الصید ان کان الحاجۃ الیہ للاکل فان المال شقیق النفس والاوّل اولی وعلی کل ھو ثابت منہما بالفحوی فلیس ھذا محل الاستظہار ولذا عبرت بکلب الحمل اقتناؤہ وفی الحدیث الصحیح الا کلب صید اوزرع اوماشیۃ **الثانی** قید رفیق القافلۃ وفاقی فربما تسایر قافلتان اواکثر ولا بعد من احدھما رفیق من الاخری والحکم لا یختص بمن فی قافلتہ فان احیاء مھجۃ المسلم فریضۃ علی الاطلاق فلذا غیرتہ وبمسلم عبرتہ **اقول** ویدخل فی الحکم الذمی فیما یظھر فان لھم ما لنا وعلیھم ما علینا نعم الحربی لاحرمۃ لروحہ بل امرنا بافنائہ فکیف یلزمنا السعی فی ابقائہ ولذا صرحوا ان لو وجد فی بریۃ کلبا وحربیا یموتان عطشا ومعہ ماء یکفی لاحدھما یسقی الکلب ویخلی الحربی یموت ومن الحربیین کل رجل بدعی الاسلام وینکر شیأ من ضروریات الدین لان المرتد حربی کما نصوا علیہ وھم مرتدون کما حققناہ فی المقالۃ المسفرۃ عن حکم البدعۃ المکفرۃ **الثالث** التیمم لعطش رفیق سیحیٰ یجب تقییدہ بما اذا تیقن لحوقہ وانہ لا ماء معہ والا فلا یجوز التیمم للتوھم **الرابع** تحقق الاحتیاج بمعنی ثبوتہ عینا الذی توقف علیہ وجوب البذل الاخری الی قولہم لخوف عطش و بمعنی ثبوتہ ذھنا ان ارید بہ الیقین فکذا فان الظن الغالب ملتحق بہ فی الفقہ او لا یشملہ فلا محل المتن فی اذ علیہ یدور الحکم والظن المجرد مثل الوھم **الخامس** حاجۃ الطبخ لیست دون حاجۃ العطش اذ الم یبات الاعمل الا بالطبخ الاتری ان حاجۃ العجن ساوت حاجۃ العطش لان عامۃ الناس لا یمکنھم التعیش باستفاف الدقیق فما العجن الا للخبز وما ھو الا من الطبخ فالاولی ان یقال ان حاجۃ المرقۃ دون حاجۃ العطش **السادس** قید الزیادۃ علی درھم مساحۃ او مثقال زنۃ فی النجاسۃ الغلیظۃ اما الخفیفۃ فمقدرۃ بالربع فلا اعتبار بالقدر المانع **السابع** ما بحث السید ش فی تقلیل النجاسۃ حسن وجیہ فلا اعتبار بما لا یبقیہا مانعۃ (۳۲ تا ۴۸) نابالغ کا بھرا ہوا پانی یہ مسئلہ بہت طویل الذیل و کثیر الشقوق ہے کتابون مین اسکی تفصیل تام درکنار بہت صورتون کا ذکر بھی نہین فقیر بتوفیق القدیر امید کرتا ہے کہ اوس مین کلام شافی وکافی ذکر کرے **فاقول** وباللہ التوفیق پانی تین قسم ہین مباح غیر مملوک و مملوک غیر مباح و مباح مملوک۔ اول دریاؤن نہرون کے پانی تالابون جھیلون ڈبرون کے برساتی پانی مملوک کوئین کا پانی کہ وہ بھی جب تک بھر انہ جائے کسیکی ملک نہین ہوتا جسکی تحقیق ابھی گزری مساجد وغیرہا کے حوضون سقایون کا پانی کہ مال وقف سے بھر گیا اسکابیان بھی گزرا یہ سب پانی مباح ہین اورکسیکی ملک نہین دوم برتنون کا پانی کہ آدمی نے اپنے گھر کے خرچ کو بھرا یا

بھروا کر رکھا وہ خاص اوسکی ملک ہے بے اوسکی اجازت کے کسیکو اوسمین تصرف جائز نہین یہ قسم سبیل یا سقایہ کا
پانی کہ کسی نے خود بھر لیا اپنے مال سے بھروایا بہرحال اوسکی ملک ہوا اور اوسنے لوگون کے لیے اسکا استعمال مباح کردیا
وہ بعد اباحت بھی اوسیکی ملک رہتا ہے یہ پانی مملوک بھی ہے اور مباح بھی۔ ظاہر ہے کہ قسم اخیر کا پانی بالغ بھرے یا نابالغ کچھ تفاوت
احکام نہوگا کہ لینے والا اوسکا مالک ہی نہین ہوتا یونہین قسم دوم مین جبکہ مالک نے اسی طور پر اباحت دیا ہان اگر مالک کیا تو فرق
احکام آئیگا اور اگر بے اجازت مالک لیا یا دونون قسم اخیر مین مالک بوجہ صغر یا جنون اجازت دینے کے قابل نہ تھا تو وہ آب
مغصوب ہے زیادہ تفصیل طلب اور یہان مقصود بالبحث قسم اول ہے اسکے لیے تنقیح اول (ف) وہ اصول منضبط لازم جو اموال مباحہ
جیسے آب نہر کو یا جنگل کی خود رو گھاس پیڑ پھل پھول وغیرہا پر حصول ملک کے لیے ہین کتب مین اوسکے جزئیات متفرق طور پر
مذکور ہوئی جن سے نظر حاضر ایک ضابطہ تک پہنچنے کی امید رکھتی ہے واللہ الہادی **فاقول** ۱۴۰۹ وبہ استعین
(ف) یہ تو ظاہر ہے کہ مباح چیز احراز و استیلاء سے ملک ہو جاتی ہے اول بار جس کا ہاتھ اوسپر پہنچا اور اوسنے اپنے قبضہ مین کرلیا اوسیکی
ملک ہو جائیگی مگر قبضہ کبھی دوسرے کی طرف منتقل ہوتا اور اوسکا قبضہ ٹھہرتا ہے اسکی تفصیل (ف) یہ ہے کہ مال مباح کا لینے والا دو حال سے
خالی نہین اوس شے کو اپنے لیے لیگا یا دوسرے کے لیے برتقدیر ثانی بطور خود یا اوسکے کہے سے برتقدیر ثانی بلا معاوضہ یا باجرت
برتقدیر ثانی وہ اوس دوسرے کا اجیر مطلق ہے جیسے خدمتگار یا خاص اسی مباح کی تحصیل کے لیے اجیر کیا برتقدیر ثانی اجارہ وقت معین پر
ہوا مثلاً آج صبح سے دوپہر تک یا بلا تعین برتقدیر ثانی وہ شی مباح متعین کردی تھی مثلاً یہ خاص درخت یا یہان سے یہانتک کے
یہ دس پیڑ یا اس قطعہ مخصوصہ کا سبزہ یا اس حوض کا سارا پانی یا یہ تعیین بھی نہ تھی برتقدیر ثانی اجیر قبول کرتا ہے کہ یہ شی مین نے مستاجر
کیلیے لی یا نہین برتقدیر ثانی اگر اوس شے کا احراز مثلاً کسی ظرف مین ہوتا ہو تو وہ ظرف مستاجر کا تھا یا نہین یہ نو صورتین ہوئین ان مین
صورت اولی مین تو ظاہر ہے کہ وہ شے اوسی قبضہ کرنے والے کی ملک ہوگی دوسرے کو اوس سے علاقہ ہی نہین یونہین صورت دوم مین
بھی کہ شرع مطہر نے سبب ملک استیلا رکھا ہے وہ اسکا ہے دوسرے کے لیے محض نیت اس ملک کو منتقل نکریگی فتح القدیر مین ہے
لو قیل علیہ ھذا اذا استولی علیہ بقصدہ لنفسہ فاما اذا قصدہ للغیر فلا یکون للغیر یجاب بان
اطلاق نحو قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الناس شرکاء فی ثلث لایفرق بین قصد وقصد اھ وکتبت علیہ
اقول ۱۴۱۰ الاحراز سبب الملک وقد تم لہ فملکہ ولا ینتقل الی غیرہ بمجرد القصد کمن شری غیر مضاف
الی زید ونیتہ انہ یشتریہ لزید لم یکن لزید اسیطرح صورت سوم مین بھی کہ تحصیل (ف) مباح کے لیے دوسرے کو اپنا نائب
وکیل و خادم معین بنانا باطل ہے درمختار کتاب الشرکۃ فصل شرکت فاسدہ مین ہے "التوکیل فی اخذ المباح لا یصح" جامع الصغار
فصل کراہیت مین ہے الاستخدام فی الاعیان المباحۃ باطل فتح القدیر مین ہے الشرع جعل سبب ملک المباح

مباح چیزین جیسے دریا کا پانی جنگل کی خودرو گھاس پھل پھول ان چیزون کو جو پہلے پہنچ جائے اور قبضہ کرلے وہی مالک ہو جاتا ہے اور اس کی تفصیل جو آگے مذکور ہے

مسئلہ ۳ نو صورتون کی تفصیل اور ان کے احکام اور یہ کہ چار صورتون مین خود قبضہ کرنے والا

https://www.facebook.com/darahlesunnat

سبق الید الیه فاذا وکل به فاستولی علیه سبق الکل له ملك الموکل ہندیه اجارات باب ۱۶ امین قنیه ــــ قال نصیر (هو ابن یحیی) قلت (ای للامام ابی سلیمن الجوزجانی رحمهما الله تعالی) فان استعان بانسان یحتطب و یصطاد له (ای من دون اجر) قال الحطب والصید للعامل کذا ضربة القانص قال استاذنا (وهو البدیع استاذ الزاهدی) وینبغی ان یحفظ هذا فقد ابتلی به العامة والخاصة یستعینون بالناس فی الاحتطاب و الاحتشاش و قطع الشوك والحاج واتخاذ المجمرة فیثبت الملك للاعوان فیهما ولا یعلم الکل بهــ فینفقونها قبل الاستیهاب بطریقه او الاذن فیجب علیهم مثلها او قیمتها وهم لا یشعرون لجهلهم و غفلتهم اعاذنا الله عن الجهل و وفقنا للعلم والعمل **اقول**[۱۳۷] وقوله لا یعلم الکل بها اشارة الی الجواب عن سؤال وهو انهم اذا توابه الی المستعین و اعطوه واخذ کان هبة بالتعاطی فاجاب بانه کان یکون لو علموا ان الملك قد ثبت للاعوان فیکون الاعطاء والاخذ ایجاب الهبة وقبولها لکنهم جمیعا عنه غافلون وانما یحسبون المعونة فی کفایة المؤنة کمن ارسل احدا الی داره لیحمل منها کرسیا مثلا و یأتیه به **اقول**[۱۳۸] هو کما قال لکن الاذن ثابت لا شك وهم انما ینوون الاخذ له ولا یعی دعنه الیه الا لیتصرف فیه ولا غصب منه حتی یجب الضمان فان قلت[۱۳۹] لا یحسبون انفسهم ملاکه وهو یأخذه بجعل نفسه کان هو المستولی علیه بدء فیتصرف فیه علی انه ملکه فلم یتحقق الاذن لانهم لا یدرون انه لهم و یجعلهم یصیر اله حتی یأذنوا له فی التصرف و انما یظن و یظنون انه المالك له ولا عبرة بالظن البین خطؤه کمن حسب ان الشیء الفلانی مورث دائع زید عند ابیه فادا ه الی اربیه فتصرف فیه ثم تبین انه لابیه لا لزید فان له ان یرجع علیهم به قائما او بضمانه هالکا فی العقود الدریة من کتاب الشرکة من دفع شیأ لیس بواجب علیه فله استرداده الا اذا دفعه علی وجه الهبة و استهلکه القابض کما فی شرح النظم الوهبانی وغیره من المعتبرات اه وفیها وفی الخیریة من کتاب الوقف قد صرحوا بان من ظن ان علیه دینا فبان خلافه یرجع بما ادی ولو کان قد استهلکه رجع ببدله اه **اقول**[۱۴۰] هذا فیما لو علم انه لیس للمدفوع الیه لم یدفع الیه اما هنا فانما یأتون به له ولو علموا ان الملك یقع لهم لم یتخلفوا عن اعطائه له فرضاهم بتصرفه فیه ثابت علی کل تقدیر ولهذا لم یکترث الخاصة فضلا عن العامة کما اعترف به فلا وجه لنسبتهم الی الجهل والغفلة واقامة النکیر، هذا ما عندی والعلم بالحق عند اللطیف الخبیر **تنبیه** **اقول**[۱۴۱] یہ بلا معاوضہ تین صورتوں کو شامل ہے ایک یہ وہ اسکا اجیر ہی نہ ہو دوسرے یہ کہ اسکا اجیر تو ہے مگر اس کام پر نہیں کسی اور خاص کام پر ہے تو یہ بلا معاوضہ ہی ہوا تیسرے

یہ کہ مطلق کام خدمت پر نوکر ہے جسمین یہ کام بھی داخل مگر نوکری کے غیر وقت مین اوس سے اس کام کیلئے کہا مثلاً دن کا نوکر ہے اوس سے رات کو پانی بھروایا کہ یہ وقت بھی بلا معاوضہ ہی ولہذا ہمنے ان صورتون کو تشقیق مین نہ لیا صورت چہارم مین وہ مباح آقا کی ملک ہوگا یعنی جبکہ اوس کی نوکری کے وقت مین یہ کام لیا ورنہ صورت سوم مین داخل ہی کما مر اس صورت مین ملک آقا ہونے کی وجہ یہ ہی کہ نوکری کے وقت مین نوکر کے منافع اوسکے ہاتھ بکے ہوئے ہین اور اسکا اوسکے حکم سے قبضہ بعینہ اوسکا قبضہ ہوا یہ مین ہی (الاجیر الخاص الذی یستحق الاجرۃ بتسلیم نفسہ فی المدۃ وان لم یعمل کمن استؤجر شہرا للخدمۃ او لرعی الغنم) وانما سمی اجیر وحدٍ لانہ لا یمکنہ ان یعمل لغیرہ لان منافعہ فی المدۃ صارت مستحقۃ لہ والاجر مقابل بالمنافع ولہذا یبقی الاجر مستحقا وان نقض العمل (الضمان علی ما تلف من عملہ) لان المنافع متی صارت مملوکۃ للمستأجر فاذا امرہ بالتصرف فی ملکہ صح ویصیر نائبا منابہ فیصیر فعلہ منقولا الیہ کانہ فعلہ بنفسہ فلہذا لا یضمنہ تو یہین صورت پنجم مین اور اجیر اجر مقرر کا مستحق ہوگا کہ یہ اجارہ صحیحہ ہے اور صورت ششم مین بھی وہ شے مباح ملک مستأجر ہوگی مگر اجیر اجر مثل پائیگا جو مسمے سے زائد نہو کہ یہ اجارہ فاسدہ ہے

اقول ويظهر لي ان الوجه فيه والله تعالى علم ان الاجارة اما على العمل اعني التصرف في شيء من النقل والحمل والقطع والقلع وغير ذلك وهو في الاجير المشترك والمقصود فيه حصول ذلك التصرف كيفما كان ولذا لم يتقيد بعمل الاجير نفسه واما على منافع الاجير وهو في الاجير الخاص والاجارة في المباحات لا تعقل على الوجه الاول لانها لا تختص بالمستأجر ونسبتها الى الكل سواء فكيف يكون حصول تصرف فيها موجبا للاجر على المستأجر بل انما الاجر مقابل فيها بمنافع الاجير حيث يريد المستأجر ان يستعمله في حاجته فلا يكون الا اجير وحد ولا تتقدر منافعه الا بتعيين المدة فاذا لم تذكر بقي المعقود عليه مجهولا ففسد ولذا لو كان الشيء ملك المستأجر كان يقول اقطع شجري هذه بدرهم جاز كما يأتي والله تعالى اعلم فتاوى عالمگیریہ مین قنیہ سے ہی قال نصير سألت ابا سليمن عمن استأجر رجلا يحتطب له الى الليل قال ان سمى يوما جاز والحطب للمستأجر ولو قال هذا الحطب فالاجارة فاسدة والحطب للمستأجر وعليه اجر مثله ولو كان الحطب الذي عينه ملك المستأجر جاز

اقول والمراد اجر المثل بالغا ما بلغ ان لم يسم معينا والا فالاقل منه ومن المسمى كما هو الاصل المعروف ولذا عولت عليه وسيأتي التصريح به تنوير الابصار ودر مختار مین ہی استأجره ليصيد له او يحتطب له فان وقت لذلك وقتا جاز والا لا فلو لم يوقت وعين الحطب فسد الا اذا عين الحطب وهو اي الحطب (ملكه فيجوز) مجتبى وبه يفتى صيرفية اه قال العلامة ش قوله والا اي وان لم يوقت لم يجز وكان الحطب للعامل ط قوله فسد قال في الهندية ولو قال هذا الحطب الى آخر ما نقلنا قال قوله وبه يفتى صيرفية قال فيها ان ذكر اليوم

فالعلف للآمر والا فللمامور وهذه رواية الحاوى بديفتى قال فى المنح وهذا يوافق ما قدمناه عن المجتبى و

من شرح مولنا عليه فى المختصر ام **اقول** ١٤١٨ ههنا تنبيهان **الاول** كون الحطب للعامل اذا لم يوقت

على ما فى الصيرفية وتبع اطلاقها الفاضلان طوش محله ما اذا لم يعين الحطب ايضا والا كان للآمر كما قدمنا

عن الهندية عن القنية عن نصير عن ابى سليمن وقد نقلاه ايضا واقراه وفى غمز العيون استاجره ليصيد له

او ليحتطب جاز ان وقت بان قال هذا اليوم او هذا الشهر ويجب المسمى ان هذا اجير وحد وشرط صحته بيان

الوقت وقد وجد وان لم يوقت ولكن عين الصيد والحطب فالاجارة فاسدة لجهالة الوقت فيجب اجر المثل و

ما حصل يكون للمستاجر كذا فى الولوالجية اھ وفى خزانة المفتين رجل استاجر اجيرا ليخيط له ؎ الى الليل

بدرهم جاز وكذا ليصطاد له الى الليل او ليحتطب جاز ويكون الحطب والصيد للمستاجر ولو قال ليصطاد هذا

الصيد او ليحتطب هذا الحطب فهو اجارة فاسدة والحطب والصيد للمستاجر وعليه للاجير اجر المثل ولو استعان

من انسان فى الاحتطاب والاصطياد فان الصيد والحطب يكون للعامل اھ وفى الهندية عن محيط السرخسى عن

محمد رحمه الله تعالى فيمن قال لغيره اقتل هذا الذئب وهذا الاسد لك درهم والذئب والاسد صيد فله اجر مثله ؎

لا يجاوز به درهما والصيد للمستاجر اھ وبالجملة النقول فيه مستفيضة فما كان ينبغى اطلاق كون الحطب

للعامل عند عدم التوقيت لشموله صورة تعيين الحطب وقد ذكرها الشارح تفريعا عليه بلا اشكال اليها الماتن

ايضا كما ترى **والثانى** وقع فى الهندية عن القنية قبل ما نقلناه متصلا به ما نصه ؎ استاجر ليقطع له

اليوم حاجا ففعل ولم يشع عليه فالحاجة للمامور قال نصير سألت ابا سليمن الخ وكتبت عليه ما نصه ؎

اقول ١٤١٩ انظر ما وجهه فانه اجير وحد وشرطه بيان المدة وقد وجد كما فى الغمز وش وقد قال عن ابى سليمن

بعده ان سمى يوما جاز وذكر بعده باسطر عن محيط السرخسى لو استاجر ليصيد له او ليغزل له او للخصومة او

تقاضى الدين او قبض الدين لا يجوز فان فعل يجب اجر المثل ولو ذكر مدة يجوز فى جميع ذلك اھ ١٤٢٠ يظهر لى فى تاويله

ان ليس المراد باليوم الوقت المعلوم الممتد الى غروب الشمس بل هو فيه بمعنى الظرفية اى يقع القطع فى هذا

اليوم فهو للاستعجال مثل حظه لى اليوم بدرهم فى الهداية من استاجر رجلا ليخبز له هذه العشرة

المخاتيم من الدقيق اليوم بدرهم فهو فاسد عند ابى حنيفة وقال ابو يوسف ومحمد رضى الله تعالى عنهم

جاز لانه يجعل المعقود اليه عملا وذكر الوقت للاستعجال تصحيحا للعقد وله ان المعقود عليه مجهول

لان ذكر الوقت يوجب كون المنفعة معقودا عليها وذكر العمل يوجب كونه معقودا عليه ولا ترجيح

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ونفع المستأجر فی الثانی ونفع الاجیر فی الاول فیفضی الی المنازعۃ۱؎ وعن ابی حنیفۃ انہ یصح الاجارۃ اذا قال فی الیوم وقد سمی عملا لانہ للظرف فکان المعقود علیہ العمل بخلاف قولہ الیوم وقد مر مثلہ فی الطلاق اھ اواٰخرہ[۱۴۲۱] ان القنیۃ ذکرت ھذا برمز نجم مرۃ واخری ذکرتہ عن نصیر فیکون ھذا قول البعض علی خلاف ما علیہ الناس وعلی خلاف ما علیہ الفتوی کما فی الصیرفیۃ ومن عادۃ الھندیۃ۲؎ نقل عبارۃ القنیۃ بحذف الرموز فتصیر الاقوال کقول واحد کما نبھت علیہ فی بعض ما ھو اضعف من ھو امثالھا واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ صورت ہفتم خود ظاہر ہے کہ اوسکے اقرار سے ملک مستاجر ہے اقول[۱۴۲۲] وذلک لان الاجیر عامل للغیر۳؎ وقد اعترف انہ عمل علی وجہ الاجارۃ واخذہ للمستأجر تو یہی صورت ہشتم میں کہ ظرف مستاجر میں احراز دلیل ہو کہ مستاجر کے لیے ہو جامع الصغار میں ہے الاجیر اذا احرز الماء بکوز المستأجر یکون محرزا للمستأجر یہی صورت نہم ظاہر ہے کہ اسمیں ملک اجیر ہے اقول[۱۴۲۳] اور اوس پر تقریر دلیل یوں کہ یہ اجیر بہ بیان مدت کے ساتھ اپنے منافع بیچ چکا ہے کہ اسوقت میں اوسکا کام خواہی نخواہی آمر کے لیے ہو نہ شے کی تعیین ہوئی کہ بوجہ قبول اوسکا پابند ہو تو وہ اپنی آزادی پر ہے کیا ضرور ہے کہ اسوقت جو اوسنے لیا بربنائے اجارہ بغرض مستاجر لیا ہو نہ وہ مقرر ہے نہ ہشتم کی طرح کوئی دلیل ظاہر ہے لہذا ملک اجیر ہی ہے واللّٰہ تعالٰی اعلم اقول[۱۴۲۴] ویترا أی لی ان مثل الاستیلاء عند الفقہاء کمثل الشراء مھما وجد نفاذا نفذ فاذا وکلہ بشراء عبد والموکل لم یعین العبد ولا الوکیل اضاف الیہ العقد ولا وقع من مالہ النقد ولا اقر انہ شراہ لہ فلن یکون للشراء الا لمن وکلہ والمسألۃ فی الھدایۃ والدر وعامۃ الاسفار الغر فالتوقیت ھھنا کالاضافۃ ثم اذ انتقل فعل الی الامر کما مر والاحراز بظرفہ کالنقد من مالہ والاقرار الاقرار والتعیین التعیین واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔ بالجملہ یہ نو صورتیں ہیں جنمیں سے چار میں وہ شے مباح لینے والے کی ملک ہو اور پانچ میں دوسری کی یہ حکم لینے والا حُر ہو ورنہ مملوک کسی شے کا مالک نہیں ہوتا اوسکا جو کچھ ہے اوسکے مولیٰ کا ہے ھذا ما ظھر لی نظرا فی کلماتھم وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللّٰہ تعالٰی تنقیح دوم[۵] یہ اصول مطلق استیلائے مباح میں ہیں یہاں کہ گفتگو نابالغ میں ہے یہ بھی دیکھنا ضرور کہ اوسکے والدین اگر اوس سے کوئی شے مباح مثلاً کوئیں سے پانی یا جنگل سے پتے منگائیں تو اوس نسبت بنوت کے سبب احکام مذکورہ استیلا میں کوئی تفاوت آئیگا یا نہیں اگر آئیگا تو کیا۔ اسمیں علما کے تین قول ہیں اول کہ زیادہ مشہور ہے یہ کہ والدین کو بھی مباحات میں استخدام کا اختیار نہیں صبی اگرچہ انکے حکم سے انھیں کے لینے کے لئے لائے مگر لائے خود ہی مالک ہوگا اور والدین کو اوسمیں تصرف حرام مگر بحالت محتاجی۔ اقول[۱۴۲۵] یعنی بحالت فقر

بلاقیمت اور بحالت احتیاج حاضر مثلاً سفر میں ہوں اور مال گھر میں تو بعوض قیمت تصرف کرسکتے ہیں۔ ذخیرہ و منیہ پھر حلیہ
پھر حموی کنز پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے: لو امر صبیا ابوہ او امہ بان یاتیہ بالماء من الوادی او الحوض فی کوز فجاء بہ لا یحل لابویہ
ان یشربا من ذلک الماء اذا لم یکونا فقیرین لان الماء صار ملکہ ولا یحل لہما الاکل ای الشرب من مالہ بغیر
حاجۃ۔ جامع احکام الصغار پھر حموی اشباہ و تاتارخانیہ پھر رد المحتار میں ہے: اذا احتاج الاب الی مال ولدہ فان کانا فی
المصر واحتاج لفقرہ اکل بغیر شیئ وان کانا فی المفازۃ واحتاج الیہ لانعدام الطعام معہ فلہ الاکل بالقیمۃ۔
جامع الفصولین میں فوائد امام ظہیر الدین سے ہے: لو کان الاب فی فلاۃ ولہ مال فاحتاج الی طعام ولدہ اکلہ بقیمتہ
لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاب احق بمال ولدہ اذا احتاج الیہ بالمعروف والمعروف ان یتناولہ بغیر شیئ لو
فقیرا والا فبقیمتہ اھ مگر اس اجازت سے احکام مذکورہ استیلا میں کوئی تغیر نہ ہوا کہ ملک تابع ہی کی قرار پائی ماں باپ کو
قیمتاً یا مفت اوس میں تصرف کی اجازت ملی یہ کچھ اسی مال استیلا سے خاص نہیں صبی کی ہر ملک میں ہے دوم فقیر والدین کی طرح
غنی ماں باپ کو بھی بچے سے ایسی خدمت لینے کا حق ہے اور وہ پانی اونھیں روا کہ عرف و رواج مطلق ہے یا امام محمد سے ایک روایت ہے
ذخیرہ اور اوسکے ساتھ کی کتابوں میں بعد عبارت مذکورہ ہے: وعن محمد یحل لہما ولو غنیین للعرف والعادۃ۔ اقول ۱۴۲۶
اس تقدیر پر ظاہر ہوتا کہ جو مباح صبی نے فرمائش والدین سے لیا اوسکے مالک والدین ہی ٹھہریں ورنہ بحال غنا اونکو تصرف
ناروا ہوتا قال تعالٰی من کان غنیا فلیستعفف تو یہ روایت صور گانہ استیلا سے صورت سوم کے حکم میں والدین کا
استثنا کرتی مگر امام محمد ہی سے ایسی ہی نادرہ روایت آئی ہے کہ اگر بچہ کھانے پینے کی چیز اپنے ماں باپ کو ہدیۃً دے تو وہ والدین کیلیے
مباح ہے تو یہ روایت بھی احکام مذکورہ پر کچھ اثر نہ ڈالیگی کہ مالک صبی ہی ٹھہرا۔ جامع احکام الصغار میں ہے: فی ھبۃ فتاوی القاضی
ظہیر الدین رحمہ اللہ تعالٰی اذا اھدی الصغیر شیئا من المأکولات روی عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی انہ یباح لوالدیہ
وشبہ ذلک بضیافۃ المأذون واکثر مشایخ بخاری انہ لا یباح اھ اسیطرح شامی میں تاتارخانیہ و ذخیرہ سے ہے
اس روایت کی تحقیق بعونہ تعالٰی عنقریب آتی ہے اور یہ کہ وہ اس مقام سے بیعلاقہ ہے مگر اقرب یہی ہے کہ یہ روایت والدین کے لیے
اباحت تصرف کرتی ہے نہ کہ اثبات ملک تو ضابطہ بحال ہے سوم اگر ماں باپ کے برتن میں لیا تو وہ مالک ہونگے ورنہ صبی جیسے اجیر
۱۴۲۷ اقول یعنی جسکا نہ وقت معین کیا نہ کسی معین شے کے لیے اجیر نہ اوسنے مستاجر کے لیا قرار کہ ان حالتوں میں
ظرف پر لحاظ نہیں جامع الصغار میں ہے: فی بیوع فوائد صاحب المحیط الاب او الام اذا امر ولدہ الصغیر لینقل
الماء من الحوض الی منزلہ ودفع الیہ الکوز فنقل قال بعضہم الماء الذی فی الکوز یصیر ملکا للصبی حتی
لا یحل للاب شربہ الا عند الحاجۃ لان الاستخدام فی الاعیان المباحۃ باطل وقال بعضہم ان کان الکوز

https://www.facebook.com/darahlesunnat

ملکا للاب یصیر ملکا للاب ویصیر الابن محرزا للماء لابیہ کالاجیر اذا حمل الماء یکون للمستأجر یکون محرزا للمستاجر

کذا ھذا اھ اقول کو دو سید علامہ طحطاوی و شامی نے نقل کرکے فرمایا اسمیں حرج عظیم ہے اور واقعی حرج ہے اور حرج بنص قرآنی

مدفوع ہے وحاول ش ان یوجھہ بالدلیل فنازع بان للاب ان یستخدم ولدہ قال فی جامع الفصولین وللاب ان یعیر

ولدہ الصغیر لیخدم استاذہ لتعلیم الحرفۃ وللاب ف۲ اوالجد اوالوصی استعمالہ بلاعوض بطریق التھذیب والریاضۃ اھ

قال الابن یقال لایلزم من ذٰلک عدم ملکہ لذٰلک الماء المباح ف ان امرہ بہ ابوہ واللہ تعالٰی اعلم اھ اقول ۱۴۲۸

ف۳ الجواب صحیح نظیف ماکان یستاھل التزییف بل کان ف۴ واضحا من قبل فلم یکن للسؤال محل بل ف۵ السؤال ساقط من اساس

فھم لاینکرون جواز الاستخدام للاب لکن ذٰلک حیث یصح ویتحقق فان الشیئ انما یجوز بعد ما یصح والباطل

لاوجود لہ وقد علمت انہ فی الاعیان المباحۃ باطل وبہ ۱۴۲۹ انکشف ایھام ان وقع فی کلامھم فی کتاب الشرکۃ حیث کان فی

التنویر والدر ف۶ لاتصح شرکۃ فی احتطاب واحتشاش واصطیاد واستقاء وسائر مباحات لتضمنھا الوکالۃ والتوکیل

فی اخذ المباح لایصح وما حصلہ احدھما فلہ وما حصلاہ معا فلھما نصفین ان لم یعلم ما لکل وما حصلہ احدھما باعانۃ

صاحبہ فلہ ولصاحبہ اجر مثلہ اھ فکتب رحمہ اللہ تعالٰی علی قولہ وما حصلاہ فلھما یؤخذ من ھذا ما افتی بہ فی الخیریۃ

ف۷ لواجتمع اخوۃ یعملون فی ترکۃ ابیھم ونما المال فھو بینھم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرأی اھ قال

ثم ھذا فی غیر الابن مع ابیہ لما فی القنیۃ الاب ف۸ وابنہ یکتسبان فی صنعۃ واحدۃ ولم یکن لھما شیئ فالکسب کلہ

للاب ان کان الابن فی عیالہ لکونہ معینا لہ اھ اقول ۱۴۳۰ فافاد ف۹ ان ھذا الفرع فی ھذا المبحث بما یوھم ان لو اجتمع

رجل وابنہ فی عیالہ فی تحصیل مباح کان کلہ للاب ویجعل الابن معینا لہ ولیس ف۱۰ کذٰلک فان الشرع المطھر جعل

فی المباح سبب الملک الاستیلاء فمن استولٰی فھو المالک ولا ینتقل الملک الی غیرہ الا بوجہ شرعی کھبۃ وبیع ولا

ینسلخ عنہ لغیرہ الا بوجہ شرعی لکونہ عبدہ او اجیرہ علیہ اما الاعانۃ مجانا فھی الخدمۃ وقد علمت بطلان

الاستخدام فی الاعیان وکتب علی قولہ باعانۃ صاحبہ سواء کانت الاعانۃ بعمل کما اذا اعانہ فی الجمع و

القلع او الربط او الحمل او غیرہ او باٰلۃ کما لو دفع لہ بغلا او راویۃ لیستقی علیھا او شبکۃ لیصید بھا حموی

وقھستانی ط اھ اقول ۱۴۳۱ فلا یتوھم منہ ف۱۱ الاعانۃ فی قلع الحطب بان نقلع البعض ھذا والبعض ھذا لان الا

ھو تحصیلھا بل ف۱۲ المعنی انہ وضع یدہ مع یدہ فی القلع حتی ضعف تعلقہ فقلعہ المعان او عمل ھذا اولا وترکہ

قبل ان ینقلع ثم عمل ذاک فقلعہ یکون الاول معینا والملک للقالع لکن ف۱۳ استقی من بئر فاذا ادنا الدلو

من راسہ اخرجھا ونحاھا عن راس البئر غیرہ فان الملک للثانی وکذٰلک اذا اتاح صیدا وجاء بہ علی اٰخر ف۱۴

ف۱۳ مسئلہ کوئیں سے پانی ایک نے بھرا ابھی باہر نہ نکالا تھا کہ دوسرے نے ڈول لیکر کوئیں سے باہر نکال لیا اس پانی کا ... تو اجرت بھی نہیں۔

فلذلک کان للآخذ وما احسن وابعد عن الایهام عبارة الهندیة حیث قال وان عمل احدهما واعانہ الآخر فی عملہ بان قلعہ
احدهما وجمعہ الآخر او قلعہ وجمعہ وحملہ الآخر فللمعین اجر المثل دوم کہ نص محرر المذہب مروی نظر ظاہر گمان کرتی کہ بہت
کتب معتمدہ مشہورہ نے اوسپر اعتماد کیا فتاوی اہل سمرقند پھر فتاوی خلاصہ میں اوسکے حوالے سے ہے اذا وهب للصغیر شیئا من
المأکول یباح للوالدین ان یاکلا منہ کذا روی عن محمد رحمہ اللہ تعالی وجیز کردری میں ہے وهب للصغیر من المأکول
شیئا یباح للوالدین ان یاکلا منہ فتاوی بزازیہ میں ہے اذا وهب للصبی شیئا من المأکول قال محمد رحمہ اللہ تعالی مباح
للوالدین ان یاکلا منہ وقال اکثر مشایخ بخاری لا یحل لهما اقول وتفرد بتعبیر قال محمد فان عبارة الهندیة
روی عنہ واللہ تعالی اعلم فتاوی ظہیریہ پھر غمز العیون میں ہے اذا اهدی للصغیر شیئ من المأکولات روی عن محمد انہ
یباح للوالدین وشبہ ذلک بالضیافة واکثر مشایخ بخاری علی انہ لا یباح بغیر حاجة بحر الرائق میں ہے یباح للوالدین ان
یاکلا من المأکول الموهوب للصغیر کذا فی الخلاصة فافاد ان غیر المأکول لا یباح لهما الا عند الاحتیاج کما لا یخفی
درمختار میں ہے وفیها ای فی السراجیة یباح للوالدین ان یاکلا من مأکول وهب لہ وقیل لا انتهی فافاد ان غیر المأکول
لا یباح لهما الا لحاجة اقول وکانہ اخذہ من ان العمل بقول اصحاب الامام اذا لم یوجد عنہ قول ولا هو ازیہ
قول المشایخ وان کثروا کما ذکرنا نصوصہ فی رسالتنا اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقا علی قول الامام رحمہ اللہ وقد
عبرہ بقال محمد والا فلیس فی السراجیة الا قیل کما اسمعناک نصها تاتارخانیہ پھر رد المحتار میں ہے روی عن محمد نصا
انہ یباح وفی الذخیرة واکثر مشایخ بخاری علی انہ لا یباح اسیطرح جواہر اخلاطی وہندیہ میں ہے جامع الصغار
کی عبارت اوپر گزری اقول مگر نظر دقیق حاکم ہے کہ دونوں روایتیں کہ امام محرر المذہب رحمہ اللہ تعالی سے ہیں لیکن
اس روایت اور ان عبارات کو اوس روایت سے علاقہ نہیں یہاں وہ شے ملک صبی نہیں بلکہ دوسرے نے صبی کے نام ہدیہ
بھیجی ہے اور عادت فاشیہ جاری ہے کہ کھانے پینے کی تھوڑی چیز بچوں ہی کے نام کر کے بھیجتے ہیں اور مقصود ماں باپ کو دینا ہوتا ہے
اور یہ تو قطعًا نہیں ہوتا کہ ماں باپ پر حرام سمجھتے ہوں اس عرف کا انتشار تام و عام دیکھ کر مطلق حکم فرمایا یا کہیں تفصیل و توضیح فرمادی
فتاوی سمرقند پھر تاتارخانیہ پھر شامیہ نیز کتاب التجنیس والمزید پھر جامع الصغار میں ہے اذا اهدی الفواکہ الی الصبی الصغیر
یحل للاب والام الاکل اذا ارید بذلک بر الاب والام لکن اهدی الی الصغیر استصغارا للهدیة ملتقطا پھر
اشباہ کی تعبیر اور احسن ہے جس سے اوس عادت کا فاشیہ ہونا روشن ہو حیث قال اذا اهدی للصبی شیئ وعلم انہ لہ
فلیس للوالدین الاکل منہ لغیر حاجة اھ اقول بنی المنع علی علم انہ للصغیر فافاد الاباحة اذا لم یعلم شیئ من ذا
الی العادة الفاشیة المظہر الدین نے ان عبارات مطلقہ کی دلیل بیان فرما کر اس امر کا تصفیہ فرمادیا ظہیریہ پھر عالمگیریہ میں ہے

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اھدی للصغیر الفواکہ یحل للوالدین اکلھا لان الاھداء الیھما وذکر الصبی لاستصغار الھدیۃ اھ **اقول** ١٤٣٧

ومن ھھنا ظھر ان ما تقدم عن جامع الصغار عن الظھیریۃ اذا اھدی الصغیر شیئا من الماکولات ان لم یکن عن نقلہ بالمعنی لان المسألۃ فی سائر الکتب فیما وھب شیئ للصغیر وقد نقل عن الظھیریۃ نفسھا فی الغمز بلفظ اذا اھدی للصغیر شیئ کما سمعت فلیس مرادہ الاھداء مما اھدی الیہ ان یبتدئ الصبی فیھدی من ملکہ شیئا و

١٤٣٨ الدلیل علیہ قولہ شبہ ذلک بضیافۃ المأذون فالمأذون لا یضیف من مال نفسہ بل مولاہ ومولاہ انما اذن فی التجارۃ لکن العوائد قضت ان امثال الضیافات لا بد منھا فی التجارات فکان اذنہ فی التجارۃ اذنا فیھا کذلک الصبی انما یھدی من مال نفسہ بل مال المھدی والمھدی انما سمی الصبی لکن فشت العوائد ان امثال الھدایا لا یمنع عنہا ابواہ فکان اھداؤہ الیہ اھداء الیھما **اقول** ١٤٣٩ والوجہ فیہ ان الماکولات مما یتسارع الیھا الفساد فیکون ابتناء من المھدی لھما فی التناول دلالۃ وذلک بان یقع الملک لھما ابتداء وفیما یدخر فظاھرا صابۃ البحر والدر فی قولھما افاد ان غیر الماکول لا یباح لھما الا لحاجۃ واندفع ما وقع للعلامۃ ش حیث قال بعد نقل ما مر عن التتارخانیۃ عن فتاوی سمرقند قلت وبہ یحصل التوفیق ویظھر ذلک بالقرائن وعلیہ فلا فرق بین الماکول وغیرہ بل غیرہ اظھر اھ ای فان ارادۃ الولد بھبۃ الماکول اظھر واکثر فاذا ساغ الاکل ثمہ عند عدم دلیل یقضی باختصاص الھدیۃ بالولد فھذا اولی وقد عرفت الجواب وباللہ التوفیق بالجملہ یہ روایات غیر ملک صبی میں ہیں اور یہاں کلام ملک صبی میں کہ مباح پانی بلا شبہہ بھرنے والے کی ملک ہوگا جبکہ بروجہ اجارہ نہ ہو اور صبی کی ملک الدین کو بے احتیاج حلال نہیں مقتضائے نظر فقہی تو یہ ہے **اقول** ١٤٤٠ وباللہ التوفیق مگر شک نہیں کہ عرف وعادت اس کے خلاف ہے اور وہ بھی دلائل شرعیہ سے ہے تو مناسب کہ اسے قلیل عفو قرار دیں جس پر قرآن وحدیث سے دلیل ہے قال اللہ عزوجل ویسئلونک عن الیتمٰی قل اصلاح لھم خیر وان تخالطوھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح ١٤٤١ اس آیت میں احد التفسیرین پر یتیم کے ساتھ جواز مخالطت مال ہے اور ظاہر کہ بحال مخالطت کامل امتیاز قریب محال ہے تفسیرات احمدیہ میں ہے وفی الزاھدی قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما المخالطۃ ان تاکل من ثمرہ ولبنہ وقصعتہ وھو یاکل من ثمرتک ولبنک وقصعتک والاٰیۃ تدل علی جواز المخالطۃ فی السفر والحضر یجعلون النفقۃ علی السواء ثم لا یکرہ ان یاکل احدھم اکثر لانہ لما جاز فی اموال الصغار فجوازہ فی اموال الکبار اولٰی ھذا لفظہ فاحفظہ فانہ نافع وحجۃ علی کثیر من المتعصبین فی زماننا اھ **اقول** ١٤٤٢ فاذن ما فی جامع الصغار عن فتاوی رشید الدین من باب دعوی الاب والوصی لو لم تکن الام محتاجۃ الی مالہ ولکن خلطت مالھا بمال الولد واشترت الطعام واکلت مع الصغیر ان اکلت مقدار حصتھا لا یجوز لانھا اکلت مال الیتیم اھ

النور والنورق

معناہا الزیادۃ المتبیعۃ وفی جامع الرموز عن الباب المذکور من الفتاوی المزبورۃ قیل ہذا صبی یحصل المال ویدفع الی امہ والام تنفق علی الصبی وتاکل معہ قلیلا نحو لقمۃ او لقمتین من غیر زیادۃ لا یکرہ صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے قال کنت العب مع الصبیان فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فتواریت خلف باب فجاء فحطانی حطأۃ وقال اذھب ادع لی معویۃ امام نووی شرح میں فرماتے ہیں فیہ جواز ارسال صبی غیرہ ممن یدل علیہ فی مثل ہذا ولا یقال ہذا تصرف فی منفعۃ الصبی لان ہذا قدر یسیر ورد الشرع بالمسامحۃ فیہ للحاجۃ واطرد بہ العرف وعمل المسلمین عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ نے حدیقہ ندیہ میں اسے مقرر رکھا سوم میں امر ابوین کو اجارہ پر قیاس کیا اقول [1443] اولا یہ صحت توکیل کو چاہتا ہے اور اعیان مباحہ میں توکیل باطل نص صریح ہے وعللوہ بوجوہ الاول ان صحۃ التوکیل تعتمد صحۃ امر الموکل بما وکل بہ وصحۃ الامر تعتمد الولایۃ ولا ولایۃ للموکل علی المباح ونقض بالتوکیل بالشراء فان الموکل لا ولایۃ لہ علی الشیئ والثانی ان التوکیل احداث ولایۃ للوکیل ولا یصح ھھنا لانہ یملک الاخذ للمباح بدون تملیکہ ونقض بالتوکیل بشراء شیئ لا بعینہ فان الوکیل یملکہ قبل التوکیل وبعدہ واجاب فی العنایۃ ان معناہ یملکہ بدون امر الموکل بلا عقد وصورۃ النقض لیست کذلک فانہ لا یملکہ الا بالشراء اھ اقول [1444] رحمک اللہ تعالٰی لیس المراد ملک العین بل ولایۃ ذلک الفعل کالاخذ ثمہ والشراء ھھنا وھو لا یملکہ بالعقد بل العقد ناشیئ عن ملکہ ثم رأیت سعدی افندی اومأ الیہ اذ قال فیہ تأمل فان الموکل بہ ھو الشراء فالوکیل یملکہ فلا یندفع النقض اھ والصواب فی الجواب انہ لم یکن لہ من قبل ولایۃ ان یشغل ذمۃ الموکل بالثمن وردہ المحقق فی الفتح بان حاصل ھذا ان التوکیل بما یوجب حقا علی الموکل یتوقف علی اثبات الولایۃ علیہ فی ذلک والکلام فی التوکیل بخلاف ما ادعاہ بل اخذ المباح فانہ لا یثبت فیہ حق علی الموکل اقول [1445] ھذا اعتراف بالمقصود فان التوکیل مطلقا اثبات ولایۃ للوکیل لم تکن من قبل ولا توجد ھھنا فلا یصح التوکیل بہ بخلاف الشراء ولیس ان احداث الولایۃ مطلوب خصوصا فی التوکیل بما یوجب حقا علی الموکل حتی یقال لیس التوکیل باخذ المباح من ھذا الباب فلا یحتاج الی احداث الولایۃ والثالث ان المقصود بالتوکیل نقل فعل الوکیل الی الموکل ولا یتحقق ھھنا فان الشرع جعل سبب الملک للمباح سبق الید الیہ والسابقۃ ید الوکیل فیثبت الملک لہ ولا ینتقل الی الموکل الا بسبب جدید اشار الیہ المحقق ثانیا [1446] یہ قیاس صحیح ہو تو صرف ظرف پر حکم نہ ہے بلکہ والدین کی نیت سے لینا ہی اونکے لیے مثبت ملک ہو اگرچہ وہ خالی ظرف میں لے اور مقیس علیہ یعنی اجارہ مذکورہ میں حکم یہی ہے اصلاً حاجت نیت بھی ہے جبکہ ناجیر کا وقت بکا ہو شی کہیں سے لاوے اپنے لیے بھی لے سکتا ہے

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اپنے مستاجر کے لیے بھی جسکے لیے لیگا اوسکی ملک ہوگی ہاں اگر لیتے وقت کسیکی نیت تھی یا وہ کہے میں نے اپنے لیے نیت کی تھی اور مستاجر کہے میرے لیے کی تھی تو اوس وقت ظرف پر فیصلہ رکھینگے اوسکے ظرف میں لی تو اوسکے لیے ہے ورنہ اپنے لیے واہ سل ذلک ان الوکیل بشراء شیئ لا بعینہ الحکم فیہ للاضافۃ فان لم توجد فللنیۃ فان لم توجد او تخالفا فیہا فللنقد ای ان اضاف العقد الی مال الموکل فالشراء للموکل وان زعم انہ اشتری لنفسہ او الی مال نفسہ فلنفسہ او الی مطلق مال فلو فیہما نوی کان لہ فان لم تحضرہ النیۃ عند الشراء او قال نویت لی وقال الموکل لی او بالعکس حکم النقد فی الثانی بالاجماع وفی الاول عند ابی یوسف خلافا لمحمد فانہ یجعلہ اذن العاقد وصحح فی ردالمحتار عکس ھذا وھو سہو **اقول** وقدم قاضی خان قول ابی یوسف واخر فی الہدایۃ دلیلہ فافاد ترجیحہ وقال فی البحر تحت قول الکنز ان کان بغیر عینہ فالشراء للوکیل الا ان ینوی للموکل او یشتریہ بمالہ مانصہ ظاہر ما فی الکتاب ترجیح قول محمد من انہ عند عدم النیۃ یکون للوکیل لانہ جعلہ للوکیل الا فی مسألتین لم ای النیۃ للموکل واضافۃ العقد الی مالہ انہ ھو المراد من الشراء بمالہ کما فی الہدایۃ فاذا لم یضف ولم ینو کان للعاقد کما ھو مذھب محمد رحمہ اللہ تعالٰی **اقول** لکن الامام ابا یوسف رحمہ اللہ تعالٰی انما حکم النقد لانہ دلیل النیۃ قال فی الہدایۃ عند ابی یوسف یحکم النقد لان مع تصادقہما یحتمل النیۃ للآمر وفیما قلناہ حمل حالہ علی الصلاح کما فی حالۃ التکاذب قال فی العنایۃ (یحتمل) انہ کان نوی للآمر ونسیہ (وفیما قلنا) یعنی تحکیم النقد (حمل حالہ علی الصلاح) لانہ اذا کان النقد من مال الموکل والشراء لہ کان غصبا (کما فی حالۃ التکاذب) اھ فعلم ان تحکیم النقد داخل فی اعتبار النیۃ والاستغراب مثلہ فی ایجاز الکنز بالجملہ قول سوم خلاف اصول ومخالف منقول ہے اور قول اول میں حرج لبشدت اور دوم کہ نص محرر المذہب سے ماثور مؤید بعرف کتاب وسنت لہذا فقیر اوسیکو اختیار میں اپنے رب عزوجل سے استخارہ کرتا ہے وباللہ التوفیق تو ثابت ہوا کہ احکام مذکورہ صور استیلا میں نسبت ابوت وبنوت سے کوئی تغیر نہیں آتا جب یہ اصل بعونہ تعالٰی ممہد ہولی واضح ہوا کہ نابالغ کا بھرا ہوا پانی ایک نہیں بہت سے پانی ہیں جنکا سلسلہ شماریوں ہے (۳۳۲) وہ پانی کہ نابالغ نے آب مملوک مباح سے لیا (۳۳۳) وہ کہ مملوک غیر مباح سے بلااجازت لیا (۳۳۴) وہ کہ اس سے باجازت لیا مگر والک نے اسے ہبہ نکیا صرف بطور اباحت دیا (۳۳۵) نابالغ خدمتگار نے آقا کے لیے نوکری کے وقت میں بھرا (۳۳۶) خاص پانی ہی بھرنے پر اوسکا اجیر تعین وقت تھا اوسی وقت میں بھرا (۳۳۷) مستاجر نے پانی خاص معین کر رکھا تھا مثلاً اس حوض یا تالاب کا کل پانی **اقول** لو یہ تعین نہ ہوگا کہ اس حوض یا کوئیں سے دس مشکیں

دس مشک باقی سے جُدا نہیں جسکی تعیین ہوسکے (۳۸) اس نے باذنِ ولی یہ مزدوری کی او وکہتا ہے کہ یہ پانی مستاجر کیلیے
بھرا (۳۹) اسی صورت میں اگرچہ زبان سے نہ کہا مگر اوسکے برتن میں بھرا (۴۰) نابالغ کسیکا مملوک ہے ان نو صورتوں میں وہ
نابالغ خود اوس پانی کا مالک ہی نہوا پہلی تین صورتوں میں مالکِ آب کا ہے پھر ۳۵ سے ۳۹ تک پانچ صورتوں میں مستاجر کا۔ اخیر میں
اگر نابالغ مولی کسی کیلیے اجارہ پر بھرا اور وہی صورتیں ملک مستاجر کی پائی گئیں تو پانی مستاجر کا ورنہ بہرحال اوسکے مولیٰ کا یہانتک کہ
خاص اپنے لیے جو بھرا ہو وہ بھی مولے ہی کی ملک ہوگا یہ پانی جس جس کی ملک ہوئے اوسے تو جائز ہی ہیں اوسکی اجازت سے
ہر شخص کو جائز ہیں جبکہ وہ عاقل بالغ مختار اجازت ہو بلکہ بحالتِ انبساط اجازت لینیکی بھی حاجت نہیں مثلاً کسیکے نابالغ نوکر
اجیر یا غلام نے پانی بھرا اوس کے بھائی یا دوست جو اوسکے ایسے مال میں تصرف کرتا اور وہ پسند رکھتا ہے اوس سے بے پوچھے
بھی نابالغ مذکور کا بھرا ہوا پانی اوس سے لیکر اپنے صرف میں لاسکتے بلکہ غلام سے مطلقاً اور اوسکے نوکر سے وقت نوکری میں بھرا
سکتے ہیں بہرحال اوس دوست کی ملک میں تصرف ہے نہ نابالغ کی (۴۱) نابالغ حُر کو مالکِ آب نے پانی تملیکاً دیا (۴۲) حُر
غیر اجیر نے آبِ مباح غیر مملوک سے اپنے لیے بھرا (۴۳) اوروں کے لیے بطورِ خود (۴۴) اوسکی فرمائش سے بلا معاوضہ
(۴۵) اجیر آقا کی کہنے سے بھر لگر اوسکے یہاں کسی اور خاص کام کے لیے نوکر تھا جس میں پانی بھرنا داخل نتھا (۴۶) داخل تھا جیسے
خدمتگاری مگر نوکری کے وقتِ مقرر سے باہر بھروایا (۴۷) خاص پانی ہی بھرنے پر اوسی اجیر کیلیے وقت مقرر ہوا نہ پانی معین یہ مقرر کہ اوسکے لیے بھرا
نہ اوس کا برتن تھا جس میں بھرا (۴۸) وقت مقرر ہوا اور اوس سے باہر یہ کام لیا ان آٹھ صورتوں میں وہ پانی اوس نابالغ کی
ملک ہے اور اوس میں غیر والدین کو تصرف مطلقاً حرام حقیقی بھائی اوس پانی سے نہ پی سکتا ہے نہ وضو کر سکتا ہے ہان طہارت ہو جائیگی اور
ناجائز تصرف کا گناہ اور اوتنے پانی کا اوسپر تاوان رہیگا مگر یہ کہ اوسکے ولی نے یا بچہ ماذون ہو جسکے ولی نے اوسے خرید فروخت کا
اذن دیا ہے تو خود اوس سے پورے داموں خرید لے نہ مفت یا غبن فاحش کے ساتھ نابالغ کی ملک دوسرے کو نہ خود وہ دے سکتا ہے
نہ اوس کا ولی۔ رہے والدین وہ بحالتِ حاجت مطلقاً اور بے حاجت حسب روایت امام محمد اونکو جائز ہے کہ اوس سے بھروائیں اور اپنے
صرف میں لائیں باقی صورتوں میں اونکو بھی روا نہیں مگر وہی بعد شرا۔ تنبیہ ا یہاں سے اوستادوں سبق لینے معلموں کی عادت ہے
کہ بچے جو اونکے پاس پڑھنے یا کام سیکھنے آتے ہیں اونسے خدمت لیتے ہیں یہ بات باپ دادا یا وصی کی اجازت سے جائز ہے
جہانتک معروف ہے اور اوس سے بچے کے ضرر کا اندیشہ نہیں مگر نہ اونسے پانی بھروا کر استعمال کر سکتے ہیں نہ اونکا بھرا ہوا پانی اوسکے بے اذن

اقول ویفھم الحادث علی خلاف الشرع المعہودیۃ فان لم یکن فمن مضی من اھل الخیر ومن الامام الکسائی
رحمہ اللہ تعالٰی علٰی سکۃ عطشان فاستسقی من بعض بیوتھا لم تذکر لنہ اقرأ بعض اھلھا ؟ ولم یشرب

تنبیہ ۲ کوئیں کا پانی جبتک کوئیں سے باہر نکال لیا جائے کسی کی ملک نہیں ہوتا فان سبب الملک الاحراز والاحراز
اسکی تحقیق نمبر ۲۶ میں گزری ۱۲

الا بعد التنحیۃ عن رأس البئر تو (ف۱) استاد جسے بچے سے خدمت لینے کا اختیار ہے یہ کر سکتا ہے کہ پانی بچے ہی سے بھروائے یہانتک کہ ڈول کوئیں کے لب تک آئے اوسکے بعد خود اوسے نکال لے کہ یہ پانی بچے کی ملک نہ ہوگا بلکہ خود اوسکی فی الہندیۃ عن القنیۃ والساقی من البئر لا یملک بنفس ملأ الدلو حتی ینحیہ عن راس البئر وفی ردالمحتار لو احرزہ فی جرۃ او حب او حوض مسجد من نحاس او صفر او جص وانقطع جریان الماء فانہ یملکہ وانما عبر بالاحراز لان الاخذ شائع الی انہ لو ملأ الدلو من البئر ولم یبعدھا عن رأسہا لم یملکہ عند الشیخین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما اذ الاحراز جعل الشیئ فی موضع حصین اھ **اقول** (١٤٥١) فاذا لم یملکہ کان باقیا علی اباحتہ فالذی نحاہ ھو الذی احرز المباح فیملکہ تنبیہ (۳) (ف۲) بھشتیوں کے بچے اکثر کوئیں پر پانی بھرتے ہیں لوگوں کی عادت ہے کہ اونسے وضو یا پینے کو لے لیتے ہیں یہ حرام ہے اور عوام کو اس میں ابتلائے عام ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم **اقول** (١٤٥٢) مگر یہاں ایک (ف۳) دقیقہ ہے یہ بچے داموں پر پانی بھرتے ہیں اور انہیں مشکیں مقرر ہوتی ہیں کہیں گھر کے برتن معین شخص جسنے نابالغ بھشتی سے پانی لیا اگر وہ (۱) اسکے یہاں نہیں بھرتا تو اسے مطلقا جائز نہیں اور اگر بھرتا ہے مگر یہ مشک جسے وہ بھر رہا تھا اور اوس کے ڈول سے پانی اسنے لیا دوسرے کے یہاں لیجائیگا تو ناجائز ہے اور اگر (۳) اسیکے یہاں لیجانے کو ہے مگر قرارداد برتنوں کا بھرنا ہے اور وہ پورے بھر دیے جائینگے تو ناجائز ہے کہ یہ پانی اوس سے زائد ہے یونہیں (۴) اگر مشکوں کا قرارداد ہے اور یہ مشک بھی اوس سے پوری لی تو ناجائز ہے ہاں (۵) اگر یہ مشک اتنی خالی لی تو ایسا ہوا کہ اتنا پانی گھر پر پہنچایا ہی نہیں لیلیا یا برتنوں کا قرارداد ہے اور اتنا خالی رکھنے کو کہدیا یا جس دوسرے کے یہاں یہ مشک لیجاتا ہے اوس سے اسقدر پانی کی اجازت لے لی اور اوس نے مشک یا برتن اتنے خالی رکھوائے تو جائز ہونا چاہیے کہ اگرچہ (١٤٥٣) پانی ابھی سقا ہی کی ملک تھا جب برتنوں میں ڈالیگا اوس وقت اوسکی بیع ہوگی اور جسکے یہاں بھر گیا اوسکی ملک ہوگا یا اس لیے کہ بھشتی اجیر مشترک ہیں نہ اونکا وقت معین ہوتا ہے نہ اتنا پانی قابل تعیین ہے اور اپنے ڈول سے بھرتے ہیں اور جبتک مشک کہیں ڈال نہ دیں پانی اپنا ہی جانتے ہیں اوس میں جو چاہیں تصرف کرتے ہیں لہذا اوسوقت تک پانی اونھیں کا ہوتا ہے مگر مقصود اوس ہول لینے والے کا قبضہ ہے اور اوسکی اجازت سے جو تصرف ہو وہ اوسی کا قبضہ ہے اگر دس مشکیں اوسکے یہاں ٹھہری ہوئی ہیں اور وہ کہدے کہ اونمیں سے دو کا چھڑکاو یہیں کر دو تو بیع صحیح ہو جائیگی اسی طرح اگر اوسمیں سے ایک لوٹا یا جسقدر چاہا زید کو دلوا دیا ھذا ما ظہر لی واللّٰہ تعالٰی اعلم

تنبیہ (۴) (ف۵) معتوہ یعنی بوہرا جسکی عقل ٹھیک نہ ہو تدبیر مختل ہو کبھی عاقلوں کی سی بات کرے کبھی پاگلوں کی مگر مجنون کیطرح لوگوں کو محض بیوجہ مارتا گالیاں دیتا اینٹیں پھینکتا نہ ہو وہ تمام احکام میں صبی عاقل کی مثل ہے تو یہ سب احکام بھی اوسمیں یونہیں جاری ہونگے **اقول** (١٤٥٤) (ف۶) مگر غنی ماں باپ کا اوسکے بھرے ہوئے سے انتفاع لامر مجوز دیانۃ بھی

https://www.facebook.com/darahlesunnat

مردی اور اوس کا بینے عرف و عادت اور معتوہ مین اسکی عادت ثابت نہین اور منع مین بوجہ نسبت عتہ لزوم حرج نہین تو یہان ظاہر قول اول ہی مختار ہونا چاہیے واللہ سبحنہ وتعالی اعلم **فائدہ** یہانتک وہ پانی تھے جنمین اونکا غیر نہ ملا اگر خلط غیر کی صورتین ہین (۴۹ تا ۶۵) کتب کثیرہ معتمدہ مین تصریح ہے کہ اگر نابالغ نے حوض مین سے ایک کوزہ بھرا اور لوٹا دیا مین پھر پانی پھر اوس حوض مین ڈالدیا اب اسکا استعمال کرنا کسیکو حلال نہ رہا فی ش عن ط عن الحموی عن الدرایۃ عن الذخیرۃ والمنیۃ وفی غمز العیون عن شرح المجمع لابن الملک عن الذخیرۃ وفی الاشباہ من احکام الصبیان وفی الحدیقۃ الندیۃ من الاشباہ فی النوع العشرین من افات اللسان فی غیرھا من الکتب الحسان عبد او صبی او امۃ ملأ الکوز من ماء الحوض واراق بعضہ فیہ لا یحل لاحد ان یشرب من ذلک الحوض لان الماء الذی فی الحوض یصیر ملکا للاخذ فاذا اختلط بالماء المباح ولا یمکن التمییز لا یحل شربہ علامہ طحطاوی و علامہ شامی نے اسے نقل کرکے فرمایا اس حکم مین حرج عظیم ہے

اقول (۱۴۵۵) یہان بہت استثنا و تنبیہات ہین اول مراد آب مباح غیر مملوک ہے تو حکم نہ ہر حوض کو شامل نہ حوض سے خاص بلکہ کووں کو بالعموم حاوی ہے کہ کوآن اگرچہ مملوک ہو اوسکا پانی مملوک نہیں کما تقدم تحقیقہ اور وہ حوض جسکا پانی مملوک ہے اوسکا مالک اگر عاقل بالغ ہے تو بچہ ہزار بار اوسمین سے پانی بھر کر پھر اوسمین پلٹ دے کچھ حرج نہ آئیگا کہ مال جس کا شامل اوسکے مالک نے مباح کیا ہو بعد انتفاع بھی بلکہ مالک سے خارج نہیں ہوتا یہانتک کہ دعوت کا کھانا کھاتے وقت بھی میزبان ہی کی ملک پر کھایا جاتا ہے تو بچہ اوس پانی کا مالک ہی نہ ہوگا اصل مالک کی ملک پر رہیگا اور ڈال دینے سے اوسیکی ملک مین مل جائیگا دوم (۱۴۵۶) ہماری تحقیقات بالا سے واضح ہوا کہ یہ مباح بھی مطلق اخذ کی ملک نہین ہوتا تو پانی کو مباح و مملوک کو شامل لیکر وہی ستر صورتین یہان بھی پیدا ہونگی جو نابالغ کے بھرے ہوئے پانی مین گزرین تو صورت وہ پانی اس بھرنے والے کی ملک نہ ہوگا بلکہ اصل مالک آب یا مستاجر یا مرسل کی ملک ہوگا اگر عاقل بالغ نہین تو البتہ یہی وقت عود کریگی ورنہ اوس عاقل بالغ کی اجازت پر توقف رہیگا سوم (۱۴۵۷) صبی کی خصوصیت نہین معتوہ بھی اوسیکے حکم مین ہے کما تقدم چہارم (۱۴۵۸) جس طرح کلام علما مین پینے کا ذکر مثال ہے مراد کسی قسم کا استعمال ہے اسیطرح کچھ یہی شرط نہین کہ حوض یا کوئین سے پانی لیکر ہی اوسمین ڈالے یا جس حوض یا چاہ سے لیا اوسیمین واپس دے یا وہ نابالغ ہی اپنے ہاتھ سے ڈالے بلکہ مقصود اوسیقدر ہے کہ مال مباح مین نابالغ کی ملک کا اس طرح ملجانا کہ جدا نہ ہوسکے تو اگر صبی کی ملک کا پانی اوسکے گھر سے لاکر کسی شخص اگرچہ خود اوسکے ولی نے کسی کوئین یا مباح حوض مین ڈالدیا اوس کا استعمال تا بقائے آب مذکور ناجائز ہو گیا پنجم (۱۴۵۹) ظاہر ہے کہ یہ عدم جواز اونکے حق مین بوجہ اختلاط ملک صبی ہے خود صبی استعمال کرسکتا ہے کہ وہ نہین مگر اوسکی ملک یا مباح ششم (۱۴۶۰) اوسکے مان باپ بھی بشرط حاجت بالاتفاق اور بلا حاجت تعاملہم یہ استعمال کرسکتے ہین تو لا یحل لاحد عام مخصوص ہے ہفتم (۱۴۶۱)

اگروہ کوآن یا حوض ترک کردین یا وصبی بلوغ کو پہنچے اور اوسوقت اوس پانی کو مباح کردے تو اب کوئی مانع نہین (۱۴۶۲) ہشتم اگروہ صبی انتقال کرجائے اوسکے سب ورثہ عاقل بالغ ہون تو اب ہوتکی اجازت پر قسمت نہ ہیگی اور اگر ایک ہی وارث ہی تو اوسکو خود حلال خالص ہے کسیکی اجازت کی بھی حاجت نہین نہم اگروہ پانی کہ صبی کی ملک ہے اوسمین مخلوط ہوا باقی نہ رہے تو اب سب کو مباح ہوجائیگا کہ مانع زائل ہوگیا (۱۴۶۳) دہم مسئلہ سابقہ یعنی نابالغ کے بھرے ہوئے پانی مین جو ایک صورت جواز اوس سے اگر ماذون ہو ورنہ اوسکے ولی سے خرید لینیکی تھی یہان جاری نہین ہوسکتی کہ ملک صبی کا پانی جب اوس آب مباح مین ملگیا قابل بیع نہ رہا کہ مقدور التسلیم نہین (۱۴۶۴) یازدہم آب مباح کی صورت بھی اوس حالت مین ہوکہ بچہ کا اوسمین سے بھر کر اوسمین ڈالدینا لین کہ مباح پر ملک بچہ ہین ہوگی ورنہ ملک نابالغ کا پانی اگر کسیکے مملوک پانی مین ملجائیگا تو اوسکا استعمال بھی حرام ہوجائیگا حتے کہ اوس مالک آب کو (۱۴۶۵) دوازدہم ایک یا دونون طرف کچھ پانی کی خصوصیت نہین بلکہ کسیکے مملوک پانی مین بچے کی ملک کا عرق یا دودھ یا کسیکے مملوک عرق یا دودھ مین بچے کی ملک کا پانی یا چاول مین چاول گیہون مین گیہون ملجائین جب بھی یہی حکم ہوکہ اوسمین تصرف خود مالک کو بھی حرام ہوگیا تو مسئلہ کی تصویر یون ہونی چاہیے کہ اگر کسی شی مباح یا مملوک مین کسی غیر مکلف کی ملک اسطرح خلط ہوجائے کہ تمیز ناممکن ہو اگرچہ یون ہی کہ مثلاً مباح غیر مملوک پانی سے بچہ یا معتوہ حر غیر اجیر نے بھرا اور اگر وہ کہ آن ہی تو اوس سے بھرکر باہر نکال لیا اور اگر اجیر ہے تو نہ وقت معین نہ وہ مباح معین نہ نیۃ مستاجر کے لیے لینے کا مقرر نہ اوسکے ظرف مین لیا پھر ان صورتون مین اوسکا کوئی حصہ اوسمین کسی نے ڈالدیا یا پڑ گیا تو جبتک اوس غیر مکلف کی ملک اوس مباح یا مملوک مین باقی ہے اور وہ غیر مکلف غیر مکلف ہے اور ملک اوس سے منتقل نہ ہوگی اوسوقت تک اوس غیر مکلف یا بحال حاجت خواہ ایک روایت پر پانی مین مطلقاً اوسکے مان باپ کے سوا کسیکو اوسمین تصرف حلال نہین سیزدہم حدیث العبد والامۃ ردالمحتار باب العبد اذا ملک ولن ملک فیکون لمالکہ لانہ مالک اکسابہ اھ (۱۴۶۶) اقول ماکانوا الیذ ھلوا عن مثل ھذا وانما القصد ابانۃ الفرق بین الحر العاقل البالغ وبین الصبی والمعتوہ والرقیق فان اولٰئک اذا ملکوا شیئا فاذا اصبحوا اباح وھٰؤلاء لایملکون الاباحۃ فلا یحل لغیرھم ولیس المراد تابید التحریم بل الی ان تلحق الاجازۃ ممن ھی لہ ففی الصبی والمعتوہ حتی یبلغ او یعقل فیجیز وفی الرقیق حتی یجیز المالک او المکلف الحاضر حالا او مآلا او یبلغ الغائب او یبلغ الصبی او یفیق المعتوہ فیجیز (۱۴۶۷) چہاردہم عدش من اشکال لانہ انما یبین متی یحل الشرب منہ ام لا شرب الی جوابہ بقولی لایبقی فیہ ذلک الماء لان المنع لاجلہ فاذا ذھب ذھب پانزدہم قال وھل من فرق بین الحوض الجاری وفی حکمہ وبین غیرہ اھ (۱۴۶۸) اقول تعبیرھم بالحوض ظاھر فی رکودہ فان الجاری یسمی نھرا لاحوضا او اطلاقہ یشمل الصغیر والکبیر وھو الوجہ فان الماء الجاری یذھب ذلک الماء عقیبا فیزول

السبب ولا كذلك الكدر شامي زبدہم قال وینبغی ان یعتبر غلبة الظن بانہ لم یبق مما اریق فیہ شیئ منہ الا
بسبب الجریان او النزح والا یلزم ھجر الحوض وعدم الانتفاع بہ اصلا اھ اقول ۱۴۷۱ لا ینبغی الشك
فی الجواز بعد النزح لما سیاتی انما الشان فی جواز النزح وکیف یحل مع ان فیہ اضاعة ملك الصبی
ان صب فی الارض او الانتفاع بہ الا ان سقی بہ نحو زرع او بستان کذلك الاجراء وان اجیز ذلك الاذن فلم لا
یباح الشرب والاستعمال من رأس اذ لیس فیہ فوق ھذا باس نعم ان جری بمطر او سیل فذاك حل من
دون اثم ہ ضدیہم قال ویمکن ان یعتبر بالنجاسة فیحل الشرب من نحو البئر بالنزح ومن غیرھا بالجریان بحیث
لو کان نجاسة الحکم بطھارتھا فلیتأمل اھ اقول ۱۴۷۲ عرفت مافیہ والنزح فی النجاسة معدول بہ
عن سنن القیاس فکیف یعتبر بہ وکانہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی الی ھذہ الابحاث اشار بقولہ فلیتأمل ہ ہندیہم
سب سے زیادہ تعمیم اسکا علاج ہے کہ یہ پانی قابل استعمال کیونکر ہو سید طحطاوی نے تو اتنا فرمایا کہ اسمیں حرج عظیم ہے سید شلبی نے
جو علاج بتائے دفع اثم کو کافی نہیں و اشار سیدی العارف باللّٰہ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ فی الحدیقة الٰی ان
تفرجہ باذن الولی حیث قال فی النوع العشرین من آفات اللسان بعد ما نقل المسألة عن الاشباہ وعلمنا
بما قدمنا مانصہ وظاھرہ الا ان یاذن الولی قال فنظیرہ عدم حل الشرب من کیزان الصبیان الا باذن الولی
وکذلك فی اکل ما معھم اذا السئلوا حل لھم اھ اقول ۱۴۷۳ رحمہ اللّٰہ سیدی رحمة نبہ انما الولایة نظریة ولیس
للولی اتلاف مالہ ولا ان یاذن بہ غیرہ کیف وقد تقرر ان التصرفات ثلثة نفع محض کقبول الھبة فیستبد بہ
الصبی العاقل ودائر بین النفع والضرر کالبیع والشراء فیحتاج الی اذن الولی وضرر محض کالطلاق والعتاق
والھبة فلا وجہ لصحتہ ولا باذن الولی وھذا من الثالث ووجہ ھذا السھو منہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی قول الماتن فی الطریقة ۱۴۷۴
المحمدیة حیث ذکر السؤال المنھی عنہ ثم قال (حرمة السؤال لا تقتصر علی المال بل تعم الاستخدام خصوصا اذا
کان صبیا او مملوکا للغیر او صبی کنفسہ فیجوز) للاب والام والجد والجدة (استخدامہ ان کان) المستخدم
(فقیرا) لا قدرة لہ علی شراء خادم او استیجارہ او اراد تھذیبہ وتادیبہ بخلاف استخدام مملوکہ واجیرہ وزوجتہ
فی مصالح البیت (وتلمیذہ) فی تعلیم قرآن او علم او صنعة (باذنہ) یعنی برضاہ ان کان بالغا او باذن ولیہ ان کان
صبیا) فان الصبی محجور علیہ من التصرف فی مالہ فی منافع نفسہ الا باذن الولی اھ ملتقطا مزیدا
من شرحہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی فالاذن الذی ذکرہ الماتن فی استخدام عداہ الی مالہ فشتان ما ھما فان فی الاول نفعہ عن ۱۴۷۵
تادیبہ وتھذیبہ محضرا استعمالہ فکان من القسم الثانی فجاز باذن الولی بخلاف الثالث والذی افاد من حل الشرب

من کونہ للصبی واکل ما صبہ باذن الولی **فاقول** محلہ اذا کان الماء والطعام للولی اعطاھما الصغیر علی وجہ الاباحۃ دون الھبۃ فحینئذ یکون للولی ان یاذن لمن شاء ابقاءھما علی ملکہ بخلاف ما اذا کان الشیئ مملوکا للصغیر فلا معنی لاذن الولی باستہلاکہ من دون عوض وقد تقدمت مسألۃ الذخیرۃ والمنیۃ ومعراج الدرایۃ فی ما جاء بہ الصبی من الوادی لایجوز لابویہ الا الشرب منہ الا فقیرین غرض مسئلہ مشکل ہے اور اوسمین فکر وحرج ہے اور حرج مدفوع بالنص ہے **وانا اقول** وباللہ التوفیق پانی کہ بلک صبی ہوا نجس نہیں کہ اوس کے گرنے سے اوس پانی ناپاک ہوجائے حرمت اوس جیسے ہی کہ مباح ومحظور مختلط ہوگئے ہیں یہان تک کہ اگر ممکن ہو کہ مباح استعمال کیا جائے اور اوسمین کوئی حصہ محظور کا نہ آنے پائے تو بلاشبہہ جواز ہوگا اوسنے رحب الساحہ جواب سوال سوم مین بیان کیا ہے کہ مشائخ عراق کے نزدیک حوض کبیر مین نجاست غیر مرئیہ کے موقع وقوع سے وضو جائز نہین کہ پانی ٹھہرا ہوا ہے منتقل نہوگی اور مشائخ بلخ وبخارا وماوراء النہر کے نزدیک سب جگہ سے جائز کہ پانی بالطبع سیال ہے ہوا اور غیرہا کی تحریک سے اوسے ایک جگہ نہ رہنے دیگا تو جہان کہین وضو کیا جائے وہان نجاست ہونے کا یقین نہین اگرچہ خاص موقع وقوع سے ہو تو پانی کہ بالیقین طاہر تھا شک سے نجس نہوگا اب یہان اگر قول عراقیان لیا جائے جب تو خاص اوسی جگہ کا پانی ممنوع الاستعمال ہوگا جہان نابالغ کی ملک کا پانی گرا ہے باقی اپنی اباحت پر باقی ہے لما علمت انہ لا تعدیۃ فیہ فکان کغیر مرئیۃ فی حوض کبیر اور اگر قول جمہور لیا جائے اور وہی صحیح ہے تو بوجہ احتمال انتقال اختلاط ملک صبی کا یقین کسی موضع معین مین نہین بلکہ موضع مجہول ومبہم مین ہے اور ایسے یقین جب اوس شئ کی بقا و زوال مین شک طاری ہو یقین زائل اور حکم اصل حاصل ہوتا ہے جیسے دو آئین جانورین میں ضرور پیشاب کرتے اوس اناج کا ایک حصہ یقینا ناپاک ہوتا ہے مگر تعیین نہ رہا تو بعد تقسیم یا اوسمین سے کچھ ہبہ یا صدقہ کرنے سے سب پاک ہوجائیگا کہ ہر ایک کہیگا ممکن کہ ناپاک دانے دوسرے حصے مین رہ گئے ہون یونہین چادر پر ناپاکی کا یقین ہو اور جگہ معلوم نہین یا یاد نہ رہی اور تحری کسی طرف نہین پڑتی کہین سے پاک کرلیجائے پاک ہوجائیگی کہ اب اوس متیقن مبہم کی بقا مین شک ہوگیا اور سب سے زائد وہ مسئلہ ہے کہ محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ نے سیر کبیر مین ارشاد فرمایا کہ ہمنے ایک قلعہ فتح کیا اتنا معلوم ہے کہ اوسمین ایک ذمی ہے مگر اوسے پہچانتے نہین اون کفار کا قتل حرام ہے ہان اگر اونمین سے بعض نکل جائین یا کوئی قتل کردے تو اب باقیون کا قتل جائز ہوگیا کہ وہ یقین مجہول اس شک سے زائل ہوگیا وقد حققہ العلامۃ ابرھیم الحلبی فی الغنیۃ فافاد واجاد ؛ علیہ الرحمۃ الجواد ؛ فراجعہ فانہ من اھم ما یستفاد ؛ ویکفینا منہ ھذا قولہ تنجس طرف من الثوب فنسیہ فغسل طرفا منہ بتحر او بلا تحر طھر لان بغسل بعضہ مع ان الاصل طہارۃ الثوب وقع الشک فی قیام النجاسۃ لاحتمال کون المغسول محلھا فلا یقضی بالنجاسۃ بالشک ؛ کذا اوردہ الاسبیجابی فی شرح الجامع الکبیر وقال سمعت الشیخ الامام تاج الدین احمد بن عبدالعزیز

یقولہ ویقیسہ علی مسائل فی السیر الکبیر ھی اذا فتحنا حصنا وفیھم ذمی لا یعرف لا یجوز قتلھم لقیام المانع بیقین فلو قتل البعض او اخرج حل قتل الباقی للشک فی قیام المحرم کذا ھنا جب یہ قاعدہ نفیسہ معلوم ہولیا یہاں بھی اوس کا اجرا کریں جتنا پانی اوس نابالغ نے ڈالا تھا اوسی قدر یا اوس سے زائد اوس حوض یا کوئیں سے نکال کر اوس نابالغ کو دیدیں یہ دینا یقیناً جائز ہوگا کہ اگر اسمیں ملک صبی ہے تو صبی ہی کے پاس جاتی ہے بخلاف بہا دینے یا ڈول پھینکر پھینک دینے کے کہ وہ ملک صبی کا ضائع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں اب کہ اوس قدر یا زائد پانی اوس صبی کو پہنچ گیا اوسکے ڈالے ہوئے پانی کا باقی رہنا مشکوک ہوگیا تو وہ یقین کہ موضع مجہول کیلیے تھا زائل ہوگیا اور حوض و چاہ کا باقی پانی جائز الاستعمال ہوگیا

ثم اقول ۱۴۷۹ اس پر واضح دلیل مثلیات مشترکہ مثلاً گیہوں وغیرہ میں وارث کبیر کا اپنا حصہ وارث نابالغ کے حصے سے جدا کر لینے کا جواز ہے اور اوسکی یہ تقسیم جائز و مقبول رہیگی اگر نابالغ کا حصہ اوسکے لیے سلامت رہے تلف نہو جائے جامع الفصولین مین فتاوی اور جامع الصغار مین ذخیرہ سے ہے کیلی او وزنی بین حاضر و غائب او بین بالغ و صبی اخذ الحاضر او البالغ نصیبہ فانما تنفذ قسمتہ بلا خصم لو سلم نصیب الغائب والصبی حتی لو ھلک ما بقی قبل ان یصل الی الغائب او الصبی ھلک علیھما ظاہر ہو کہ یہاں بھی ملک صبی ایسی ہی مختلط تھی کہ جدا کرنا ممکن نتھا اور بالغ کو اوسمین تصرف ناروا تھا بقدر حصہ صبی اوسمیں سے الگ کر دینا حصہ صبی کا جدا ہو جانا اور بالغ کے لیے جواز تصرف کا سبب ہوا

اقول ۱۴۸۱ ولاشک ان للماء مثلی بمعنی ان اجزاءہ لا تتفاوت ویجزم کثیرون کما فی الخیریۃ من احیاء الموات فی الولوالجیۃ وکثیر من الکتب لو صب ماء رجل کان فی الحب یقال لہ املاء للماء فان صاحب الحب مالک للماء وھو من ذوات الامثال فیضمن مثلہ اھ وان کان ۱۴۸۲ قیمیا لانہ لا یکال ولا یوزن کما فی الخیریۃ من البیوع عن جامع الفصولین عن فوائد صاحب المحیط وفتاوی رشید الدین الماء قیمی عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رضی اللہ تعالی عنھما وفیہ عن مختلفات القاضی ابی القاسم العامری عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ الماء لا یکال ولا یوزن قال الطحاوی معناہ لا یباع بعضہ ببعض وعن محمد رحمہ اللہ تعالی الماء مکیل اھ وبالجملۃ لاشک انہ یقبل الافراز کالحب البالغ فیھما تتفاوت قلیلا حبات طعام واحد بخلاف قطرات ماء الحوض

ثم اقول ۱۴۸۳ یہ طریقہ اثم سے بچنے کو ہے اور اگر بغیر اسکے کوئی شخص نادانستہ یا دیدہ و دانستہ براہ جہالت خواہ بے پرواہی احکام شریعت اوسمیں سے اوتنا پانی یا اوس سے زائد بھر لیگیا تو اگرچہ گنہگار ہو باقی پانی جائز الاستعمال ہوگیا کہ اوتنا نکل جانے سے حوض و چاہ میں اوسکی بقا پر یقین نہ رہا کما قال محمد لا یجوز قتلھم فلو قتل البعض حل قتل الباقی

تنبیہ اقول ۱۴۸۴ یہیں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جریان نہ ضرور نہ کافی اگر صبی کا پانی اتنا قلیل تھا کہ چھلکنے میں نکل سکتا ہے تو جریان کی حاجت نہیں اور اگر اتنا کثیر تھا کہ جتنے خروج پر جریان صادق آتا ہے اوسمیں نہ نکلیگا تو یہ جریان کافی نہیں جبتک اوسقدر نکل نہ جائے

https://www.facebook.com/darahlesunnat

اقول ۱۴۸۷ وبہ فارق النجاسۃ لان زوال وصفھا وحصول ضدھا بالجریان لمعنی فیہ وھو انہ لا یقبل النجاسۃ بحکم النص فما اقام بہ طھر بعضہ بعضا ولا یلزم منہ حل الانتفاع بملک الصبی فلا بد من خروج قدر المصبوب، ھذا ما ظھر لی وقد انکشفت بہ الغمۃ علی احسن وجہ مطلوب، والحمد للہ سبحنہ کاشف الکروب، والصلاۃ والسلام علی اکرم محبوب، وعلی الہ وصحبہ ھداۃ القلوب، اٰمین والحمد للہ۔

نمبر ۴۶ سے یہاں تک نابالغ کے پانی کا بیان جس تفصیل وتحقیق سے ہوا کتابوں میں اوس کے چند سطروں سے زائد نہ ملیگا ممکن کہ اسے رسالہ مستقلہ کیجئے تو **عطایا النبی لافاضۃ احکام ماء الصبی** نام رکھیے ولہ الحمد (۶۵) جس پانی میں ماء مستعمل کے واضح قطرے گرے خصوصاً جبکہ اوس کے ہاتھ پہنچیں جبتک مطہر پانی سے کم رہے ہاں بوجہ خلاف بچنا مناسب تر ہے جبکہ وہ چھینٹیں وضو وغسل کرنے میں نہ پڑی ہوں وذلک لانہ روی الافساد مطلقا وان قل اما ترشش فی الاناء عند التطہر فھو عفو دفعا للحرج ولا عبرۃ لمن اطلق وقد نص فی البدائع انہ فاسد وروی الافساد بالکثیر ثم الکثرۃ باستبانۃ مواقع القطر فی الماء الطھور او ان یسیل فیہ سیلانا قولان ففی الجامع الصغیر للامام قاضی خان انتضاح الغسالۃ فی الماء اذا قل لا یفسد الماء یروی ذلک عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ولان فیہ ضرورۃ فیعفی القلیل وتکلموا فی القلیل عن محمد ما کان مثل رؤس الابر فھو قلیل وعن الکرخی ان کان یستبین مواقع القطر فی الماء فکثیر وان کان لا یستبین کالطل فقلیل اھ ونقلہ فی ذم الروض وفی الخلاصۃ جنب اغتسل فانتضح من غسلہ شیئ فی انائہ لم یفسد علیہ الماء اما اذا کان یسیل فیہ سیلانا افسدہ وکذا حوض الحمام علی ھذا وعلی قول محمد لا یفسدہ مالم یغلب علیہ یعنی لا یخرجہ من الطھوریۃ اھ ثم عللہ بعضھم بان الماء مفروض ان کل قلیل فلا ینتقل الماء المستعمل الواقع فیہ من موقعہ الیہ اشار فی وجیز الکردری اذ یقول التوضی من حوض صغیر اذابہ لا یجوز لانہ یتکرر الاستعمال اھ اقول ۱۴۸۸ ویلزمہم التجویز اذا حرک الماء عند کل غرفۃ او اغترف کل مرۃ من غیر موقع الغسالۃ واٰخرون بان الماء المستعمل من جنس المطلق فلا یستھلک فیہ فیؤثر فی کلہ لقلتہ بخلاف اللبن او بول الشاۃ علی قول محمد بطھارتہ ھکذا اختلفوا والصحیح المعتمد فی المذھب المعتبر بالغلبۃ فلا یخرج عن الطھوریۃ ما دام اکثر من المستعمل ھو الذی اعتمدہ الائمۃ وصححہ الائمۃ۔ (۶۶) پانی وہ تھے جنمیں شیئ غیر کا اصلا خلط تھا یا تھا تو آب غیر کا نہ غیر آب کا، اب وہ پانی ہیں جنمیں غیر آب کا خلط ہو گر (۶۷ و ۶۸) وہ پانی جس میں آبِ دہن یا آب بینی یعنی تھوک یا کھنکار یا ناک کی ریزش پڑجاوے اوس سے وضو جائز مگر مکروہ ہے فتاوی امام قاضی میں ہے الماء اذا اختلط بالمخاط او بالبزاق جاز بہ التوضؤ ویکرہ (۶۹) وہ پانی جس میں مٹی ریتا کیچڑ کچھ قدر ملجائے جبتک اوس کی رقت باقی ہو اعضا پر پانی کی طرح بہے (۷۰) یونہی ایسے کا پانی اگرچہ کتنا ہی گدلا ہو اگرچہ رنگ کے ساتھ مزہ بھی

۱ جنمیں کسی دوسری چیز کا میل ہو گیا

معروضۃ ۹ علی العلامۃ ط

مسئلہ

مسئلہ

https://www.facebook.com/darahlesunnat